جدید مسلم ریاست کے بنیادی خدوخال میں رواداری اور عدم برداشت
(سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں)

THE ROLE OF TOLERANCE AND UNBEARNESS IN THE BASIC STRUCTURE OF MODERN MUSLIM STATE (IN THE LIGHT OF SEERAT UN NABI)

1-ABDUL NASIR ZAMIR

Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, Baha Uddin Zakariya University Multan.

Email: nasir.zamir5@gmail.com

2- DR RAZIA SHABANA

Associate Professor, Department of Islamic Studies, Baha Uddin Zakariya University Multan.

Email: raziashabana@bzu.edu.pk

Zamir, Abdul Nasir, Shabana, Razia “**The role of Tolerance and Unbearness in the basic structure of Modern Muslim State**” Al-Raheeq International Research Journal Vol 2, Issue 1 (January 29, 2023). Pg no: 76-101

Journal	Al-Raheeq International research Journal
Journal homepage	https://alraheeqirj.com
Publisher	Al Madni Research Centre
License:	Copyright c 2023 NC-SA 4.0 www.alraheeqirj.com
Published online:	2023-01-29
ISSN No:	
Print Version:	2959-7005
Online Version:	2959-7013

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 2, Issue.1 || January-June 2023 || P. 76-101

جدید مسلم ریاست کے بنیادی خدوخال میں رواداری اور عدم برداشت
(سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں)

THE ROLE OF TOLERANCE AND UNBEARNESS IN THE BASIC STRUCTURE OF MODERN MUSLIM STATE

(IN THE LIGHT OF SEERAT UN NABI)

Abstract

According to Muslim philosophy, state is next important than Islamic ideology (Shariah). Islam claims two things human independence and dominancy of right. But these two things create clash. Independent person wants to dominate its ideas. For this purpose, one may adopt one of the two behaviors tolerance or intolerance. Tolerance is the behavior of independent, good natured, conscious and intellectuals while intolerance is vice versa.

In modern Muslim states there is a gap between Islamic teachings and facts. Time and gradual struggle is required for complete change. This situation created clash between Conservative and modern Islamic groups. This clash may harm Muslims and Modern Muslim states. The only solution of internal and external problems of Modern Muslim states is tolerance which is the important characteristic of Seerat Al-Nabi ﷺ.

Basic values, training institutes, establishment, economic affairs and affairs of minorities are important in the structure of state. But the soul of all the departments of Modern Islamic state is tolerance. Tribal, territorial, linguistic pride and prejudice un-stabilize the Muslim state. Extremism and

terrorism are the behavior of intolerance. Tolerance with minorities stabilized the Muslim state. Obedience of ruler is very important in Islam. The ruler may be good or bad, his obedience is in good things are allowed in Islam.
Seerat Al-Nabi ﷺ is very important for Modern Islamic states. It provides a complete set of rules for internal and external problems. Internal problems are of economical, social, educational, political, constitutional, personal, tribal and territorial etc. West civilization and education are also creating clash between Islamic and modern communities. The solution is in Seerat Al-Nabi ﷺ.It is required to teach and act upon Seerat Al-Nabi ﷺ on educational and social level.
Modern Islamic states are also facing international problems. The Madina state provides guideline for Modern Muslim states in solving national and international problem.

Keywords: Muslim philosophy, Claims of Islam, personal independence, Dominance of right, Tolerance, intolerance, Seerat Al-Nabi ﷺ, Modern Islamic state. Internal and external problems, Madina state, role model.

تعارف

اسلام ہمیشہ سے جدید ہے اور وقت کی تبدیلیوں کو احسن طریقے سے اپنے اندر سمونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جدید مسلم ریاست سے مراد عصر حاضر میں ایسی ریاست ہے جو وقت کے تقاضوں کو سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں پورا کرے اور جدید ترقی یافتہ قوموں کے برعکس مادی اور روحانی ترقی کو ایک ساتھ پروان چڑھا کر ایک جدید فلاحی ریاست کا نمونہ پیش کرے جس کی دنیا منتظر ہے۔ جدید مسلم ریاست کے بنیادی خدوخال میں رواداری اور عدم برداشت کے کردار کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

1۔غیر مسلم اور مسلم فلاسفی

جدید مسلم ریاست کے بنیادی خدوخال میں بنیادی اقدار، تربیتی ادارے، انتظامی ادارے، روزمرہ معاشی معاملات اور اقلیتیں شامل ہیں۔ان سب کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے مگر اس سارے ڈھانچے کو بقاء، استحکام اور ترقی دینے میں جن رویوں کی اہمیت روح کی سی ہے وہ ہیں رواداری اور عدم برداشت۔یہ دو رویے ہیں اور حقیقت میں ریاست کے تمام ڈھانچے کو جوڑنے یا توڑنے کے ذمہ دار ہیں۔سیرت النبیﷺ کی روشنی میں اس کا جائزہ لیتے ہیں۔کائنات کی طرح انسان اس کی زندگی اور اس کے رویے یا عمل حقیقت(facts) ہیں خیال(fiction) نہیں۔اور یہ رویے یا عمل دراصل رد عمل ہیں اس واردات قلبی کے جو ایمان کی وجہ سے دل پر واقع ہو چکی ہوتی ہے۔رحمت اللعالمین، پیغمبر عرب و عجم محمدﷺ کے مطابق ایمان کی جگہ دل ہے۔مصلحین عصر حاضر رویے کو خارجی اقدامات مثلاً تحریر کے دلائل سے اور جوش خطابت سے بدلنے میں کوشاں ہیں مگر یہ دونوں چیزیں خیر القرون میں ثانوی اہمیت کی حامل تھیں۔پہلی چیز واردات قلبی اور نمونہ عمل ہے جو ایمان کے بعد آپﷺ کی شکل میں موجود تھا۔یہ دونوں چیزیں اس قدر کم ہیں کہ آج چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتیں۔

ایمان کیا ہے؟ سب سے پہلے تمام جھوٹے خداؤں کا انکار ہے۔اس کے بعد ایک اللہ کا اقرار کیا جاتا ہے مگر ہم نے ان دو متضاد چیزوں میں ہم آہنگی پیدا کر لی ہے کعبہ کے طواف کو بھی ثواب سمجھتے ہیں اور گنگا کے اشنان کو بھی وقت کا تقاضا سمجھتے ہیں۔حالانکہ قرآن مجید کا واضح حکم ہے:

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ[1]

ترجمہ: اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو اور حق کو چھپاؤ بھی مت اور تم جانتے ہو۔

چیز میں ملاوٹ ہو تو کوالٹی گر جاتی ہے اور قیمت کوالٹی کی ہوتی ہے مقدار کی نہیں اسی لیے تو خون مسلم ارزاں ہے۔ابتداء سے آخر تک سارے رویے اور عمل ایمان سے جڑے ہوئے یعنی(linked) ہیں۔اس بات کو

---

[1] القرآن، 42:2

ذہن میں رکھیے گا آنے والے مسائل کو سمجھنے میں آسانی ہو گی۔ غیر مسلموں نے ہمیشہ حالات وواقعات، علم و تجربات ،عقل و فہم سے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کے پاس اس کے سوا کچھ نہیں۔انسان ایک ایسی مخلوق ہے جو ماحول سے لی گئی معلومات کو کبھی تجزیہ کئے بغیر اور کبھی تجزیہ کے بعد قبول یارد کرتی ہے اور اس میں خطاء وصواب کے چانس ففٹی، ففٹی پر سنٹ ہیں۔ صرف ایک مثال ملاحظہ کیجئے۔ کلاڈیئس پٹولمی نے المگسٹ میں ارسطو کے غلط نظریہ کی ریاضیاتی یعنی(mathematical) وضاحت کر کے اسے تقریباً اٹھارہ سو سال تک زندہ رکھا مگر دوسری طرف ارسٹارکس آف سیموس کے درست نظریے کو رد کر دیا گیا جسے اٹھارہ سو سال بعد کاپرنیکی نے ثابت کیا۔ اس کے مقابلے میں مسلمانوں کے عروج کے دور میں ان کے علم کی بنیاد قرآن مجید تھا وہ مختصر وقت میں اور بہت تیزی سے علم میں دنیا کی قیادت کرنے لگے۔آج معاملہ اس کے الٹ ہے۔نتائج بھی الٹ ہیں۔ صرف اسلام کے پاس دنیا کی قیادت کرنے کا عالمی منشور موجود ہے اور یہی خوف اسلام، مسلمانوں اور مسلم ریاستوں کی دشمن قوتوں کو لاحق ہے۔ غیر مسلم مادی مفاد کو ترجیح دیتے ہیں اور ریاست اور اس کی تمام سر گرمیاں مادی مفادات کے لئے ہی کام کرتی ہیں اور جب ایک انسان کا مادی مفاد دوسرے انسان کے مادی مفاد کے خلاف ہو تو ایک کو تو قربان ہونا پڑے گا اور قربانی یا ہلاکت ہمیشہ کمزور ہی کے حصے میں آتی ہے۔یہ ہے غیر مسلم ریاست کا تصور۔

مسلم فلاسفی میں دین و شریعت کو ترجیح حاصل ہے ریاست کو ثانوی حیثیت دی گئی ہے۔ریاست کے بغیر انفرادی یا گروہی ایمان سلامت رکھا جا سکتا ہے مگر اجتماعی بقاء، حفاظت، اشاعت، استحکام، اور ترقی ریاست کے بغیر ممکن نہیں۔آپ ﷺ کو مکہ کی ریاست میں سربراہ کی پیشکش ان الفاظ میں کی گئی تھی:

"محمد (ﷺ) کیا چاہتے ہو؟ کیا مکہ کی سیاست؟ کیا کسی بڑے گھرانے میں شادی؟ کیا دولت کا ذخیرہ؟ ہم یہ سب کچھ مہیا کر سکتے ہیں اور اس پر بھی راضی ہیں کہ کل مکہ تمہارا زیر فرمان ہو جائے گا لیکن ان باتوں سے باز آؤ"[2]

---

[2] شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی ﷺ، لاہور، مکتبہ اسلامیہ، 2016، 168/1، ابن ہشام، 179/1-180، بخاری، تاریخ الکبیر، 51/8

مگر آپ ﷺ نے اس کو ٹھکرا دیا کیونکہ حق اور باطل کو خلط ملط یعنی (compromise) کرنے کی شرط رکھی گئی تھی۔

2۔ مسلم ریاست کی ضرورت واہمیت:

کیا اسلام پر عمل کرنے کے لئے ریاست کی ضرورت بھی ہے؟

"وہ تبدیلی جس نے زندگی کے ہر گوشے کو متاثر کیا ہے اور زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دی ہوئی تربیت سے اصلاح پذیر نہ ہوا ہو اور اس کے اثرات اور ثمرات اور اس کے آثار و برکات اس نے قبول نہ کئے ہوں۔ اس ساری تبدیلی کے تحفظ کے لئے اسلام کے تمدن کی بقا کو یقینی بنانے اور اسلامی تہذیب کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے ریاست ایک ناگزیر ضرورت ہے۔"[3]

3۔ اسلام کا دعویٰ۔ آزادی اور غلبہ حق

اسلام نے مطلقاً انسان کو معزز کہا اور حق و باطل کو معیار بنا کر انسان کو مکمل آزادی دی، انسانوں کے بنائے ہوئے تمام جاہلی تعصبات کو باطل قرار دیا۔ انسان چاہے حق کو مانے یا نہ مانے، وہ اس دنیا میں معزز ہی رہے گا اگر وہ اخلاق کے دائرے سے باہر آکر فساد نہ کرنے لگ جائے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا[4]

ترجمہ: یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیلت عطا فرمائی۔

اس کی تفسیر میں مولانا صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

---

[3] محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضرات سیرت ﷺ، لاہور، الفیصل ناشران وتاجران کتب، 2009، ص: 360

[4] القرآن، 70:17

"یہ شرف اور فضل، بہ حیثیت انسان کے، ہر انسان کو حاصل ہے چاہے مومن ہو یا کافر کیونکہ یہ شرف دوسری مخلوقات، حیوانات، جمادات و نباتات وغیرہ کے مقابلے میں ہے"[5]

اس کے بعد انسانوں میں برتری کا معیار تقویٰ کو قرار دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے مخاطب ہے۔

يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ[6]

ترجمہ: اے آدم کی اولاد ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا، جو تمہاری ستر کی جگہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس، اس سے بڑھ کر ہے۔

اسلام غلبہ حق چاہتا ہے کیونکہ اسلام کا دعویٰ حق کا ہے اور وہ تمام دوسرے ادیان کو باطل یا تحریف شدہ قرار دیتا ہے۔ مگر وہ حق کو غالب کرنے میں انسان کے احترام میں کوئی کمی نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی فطری آزادی کو صلب کرتا ہے ہاں البتہ فساد کرنے کی وہ مسلمانوں کو بھی اجازت نہیں دیتا تو غیر مسلموں کو کیسے اجازت دے سکتا ہے اس لئے کہ یہ نظام عدل ہے۔ اور اللہ کا حکم ہے:

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ- وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ[7]

ترجمہ: اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں ہم ان کو بتدریج (گرفت میں) لئے جارہے ہیں اس طور پر کہ ان کو خبر بھی نہیں۔ اور ان کو مہلت دیتا ہوں بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔

4۔ رواداری اور عدم برداشت

---

[5] صلاح الدین یوسف، القرآن الکریم تجمہ و تفسیر، مدینہ منورہ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ص786
[6] القرآن 26:7
[7] القرآن 183-182:7

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 2, Issue.1 || January-June 2023 || P. 76-101

رواداری کو انگریزی میں (Tolerance) کہتے ہیں۔ کیمبرج اور لانگ مین ڈکشنریوں سے اس کے لغوی معنی پر غور کر لیتے ہیں۔

"Toleration n[U] willingness to accept behavior and beliefs which are different from your own, although you might not agree with or approve of them."[8]

ایسے رویے اور عقائد جو آپ سے مختلف ہوں ان کو برداشت کرنے کو راضی ہونا اگرچہ آپ ان سے نہ متفق ہوں اور نہ ان کی تصدیق کرتے ہوں۔

"Tolerate v 1. To allow people to do, say, or behave something without civilizing or punishing them.

2. To be able to accept something unpleasant or difficult, even though you do not like it."[9]

1۔لوگوں کے ایسے عمل، قول یا رویے کو بغیر مہذب بنائے اور بغیر سزا دئے برداشت کرنا جو ناخوشگوار یا مشکل ہوں حتیٰ کہ آپ ان کو اچھا بھی نہ سمجھتے ہوں۔عدم برداشت کا رویہ رواداری کے بالکل الٹ ہے۔

5۔جدید مسلم ریاست کے داخلی مسائل اور ان کا حل

میرے علم کی حد تک داخلی مسائل کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1۔افراد کا باہمی تعلق:(Interpersonal relationship)

8 Cambridge International Dictionary of English, London, Cambridge University Press, 1996,P1533

9 Longman Dictionary of contemporary English, P1521

افراد کی تربیت گاہیں مثلاً والدین اور ماحول (محلہ، سکول، رشتہ دار، تعلق دار وغیرہ) سیرت النبی ﷺ سے دور ہیں اس لئے افراد ہی نبوی تعلیمات سے بے بہرہ ہیں تو ان کے رویے بھی ان کے ماحول کی پیداوار ہیں جو کہ صرف مادی مفادات کے آئینہ دار ہیں۔ بچے کی تعلیم عصری ہو دینی یا تو مادی مفادات کے لئے ہے یا برکت کے لیے کوئی اعلیٰ مقاصد پیش نظر نہیں لہذا افراتفری کا ساسماں ہے اور رواداری کا نام تک نہیں الا ماشاءاللہ۔

حل: اس مسئلہ کا حل یہ ہے کہ پہلی کلاس سے کم از کم میٹرک تک سیرت النبی ﷺ درجہ بدرجہ پڑھائی جائے۔ تاکہ کم از کم پڑھے لکھے لوگوں کو تک آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ پہنچ جائے اور ان کا رویہ جارحانہ اور انتہاپسندانہ ہونے کی بجائے ہوش مندانہ ہو اور لوگ تحمل مزاج ہو جائیں تو یہ افراد جہاں بھی جائیں گے رواداری کا ثبوت دیں گے۔ جس طرح ان کے عقیدہ اور عمل کو لوگ برداشت کرتے ہیں وہ بھی لوگوں کو آزاد سمجھ کر ان کو انکا حق دیں گے۔

2۔خاندان۔زوجین-اولاد

خاندان میں میاں بیوی اور بچے شامل ہیں اگر میاں بیوی کے تعلقات اچھے ہوں باہمی محبت اور احترام کا رویہ ہو تو اولاد کی اچھی تربیت ہوتی ہے اور نسلوں تک یہ اچھائی چلتی رہتی ہے۔ لیکن مزاج اور پسند ناپسند کا اختلاف تو بہر حال ہوتا ہے۔ اس اختلاف کو برداشت کرنے سے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ[10]

"کوئی ایمان والا اپنی مومنہ بیوی سے نفرت (بغض) نہ کرے۔ اگر اس کی کوئی عادت ناپسندیدہ ہو گی تو اس کی کوئی دوسری عادت پسندیدہ بھی ہو گی۔"

بلکل یہی بات بیوی کے لیے بھی ہے۔ اگر دونوں برادشت اور رواداری کریں گے تو مضبوط خاندان اور خوشحال معاشرے کی بنیاد ہو گا اور اللہ کی رضا حاصل ہو گی جو سب سے بڑا اجر ہے۔

---

[10] مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، بیروت، داراحیاءالتراث العربی، 383/2، رقم الحدیث: 1449

مگر کیا کہیے بدیسی اور دیسی آقاؤں کا کہ غلاموں کو نت نئے سبق پڑھاتے رہتے ہیں تاکہ جدت کے نام پر غلامی کو پختہ سے پختہ کیا جائے۔ اور اس کی مدت بڑھائی جائے۔ حقوق نسواں، نسائی تحریکیں اور ایسے ہی سچے جھوٹے پروپگنڈے خاندانی نظام کو پارہ پارہ کرنے کی مسلسل کوششیں ہیں۔ بیویوں کو سیرت امہات المومنین اور خاوندوں کو سیرت النبی ﷺ سے روشناس کرائیے۔ برداشت کیجئے آپ کو بھی برداشت کیا جائے گا، محبت کیجئے محبت ملے گی جدید مسلم ریاست کا بنیادی یونٹ مضبوط ہو جائے گا۔

3۔ قبائل، برادریاں اور گروہ

مسلم ریاست کے لیے پریشانی کا سبب ہو سکتے ہیں۔ ان کا حل آپ ﷺ نے مواخات مدینہ کی صورت میں ساری دنیا کو دے دیا مواخاۃ کو عہدِ جدید میں نئے سرے سے ترتیب دیا جائے قبائل کا رخ اسلامی حمیت کی طرف موڑ دیا جائے۔ جدید مسلم ریاستوں کا داخلی امن کافی حد تک محفوظ ہو جائے گا۔ اور ان ہی قبائل یا گروہوں سے ان کے نمائندے منتخب کئے اور وسائل میں ان کو پورا پورا حصہ دیا جائے ریاست کی بقاء اور استحکام کو کوئی آنچ نہیں آئے گی۔

4۔ لسانی، نسلی اور علاقائی تعصبات

یہ گروہ بھی مسلم ریاستوں میں موجود ہیں اور قانون کے مطابق ان کو بھی تقریر و تحریر کی آزادی ہے۔ یہ دراصل اپنا حق نہ ملنے یا لوگوں کے اکسانے پر ایسا کر رہے ہیں۔ مگر یہ چیزیں یک دم ختم نہیں ہو جائیں گی۔ سوچ میں اختلاف ہے مگر مت بھولئے کہ ہمارے بھائی ہیں اور زیادہ برداشت اور رواداری کے حق دار ہیں۔ سیرت النبی ﷺ سے سیکھیئے۔ رحمت اللعالمین ہم سب کے رہنما ہیں۔ جس امت کے لئے آپ ﷺ راتوں کو اٹھ اٹھ کر روتے تھے اس امت کے لئے آپ صرف دل میں محبت بھی نہیں رکھ سکتے، صرف دعا کے دو بول نہیں بول سکتے کہ پروردگار ہم سب کو ایک کر دے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، طاہرہؓ پر تہمت لگانے والے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو جب حضرت عمرؓ نے قتل کرنے کا مشورہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ کیسے مناسب رہے گا لوگ کہیں گے کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کر رہا ہے"[11]

5۔مذہبی فرقہ پرستی

لسانی، علاقائی، نسلی، گروہی، سیاسی، مذہبی، معاشی، معاشرتی رسم ورواج کے نہ جانے کتنے نادیدہ پردے ہیں جو ہماری آنکھوں، کانوں اور سوچ کے گرد ان گروہوں کی مہربانیوں سے لپیٹے جاتے ہیں تاکہ ہماری سوچ آزاد نہ ہو سکے اور ہم بھی ان بتوں کے بچاریوں میں شامل رہیں۔کوئی باغی یا قرآن وسنت کا مطالعہ کرنے والا ہی اللہ کی توفیق سے اپنی سوچ کو آزاد کر سکتا ہے ورنہ صدیوں سے یہی سلسلہ چلتا آرہا ہے۔فرقہ پرستی کے بارے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ - وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا [12]

ترجمہ:اے ایمان والو!اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہئے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔اور اللہ کی رسی(قرآن وسنت) کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔

1951ء میں پاکستان کے نمائندہ علماء کا کنونش کراچی میں ہوا اور 22 نکات منظور کئے گئے ان میں سے شق نمبر 4 اور 9 ملاحظہ کریں۔

---

11 صفی الرحمن مبارکپوری، الرحیق المختوم، لاہور، مکتبہ السلفیہ، ص450

12 القرآن 3:102-103

(4)اسلامی مملکت کا یہ فرض ہو گا کہ کتاب وسنت کے بتائے ہوئے معروضات کو قائم کرے، منکرات کو مٹائے اور شعائرِ اسلام کے احیاء واعلاء اور متعلقہ اسلامی فرقوں کیلئے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

(9)مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدود قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہو گی۔[13]

قرآن کی آیات فرقہ بندی سے روک رہی ہیں اور ہمارے علماء ان کو" مسلمہ "یعنی تسلیم شدہ کہہ رہے ہیں۔ یہ اجتہاد ہے،اجماع ہے یا قیاس ہے مجھ جیسے طالب علم کی سمجھ سے بالاتر ہے۔اب آئین پاکستان کا کو دیکھتے ہیں۔ یہ قانون کی تیسری ترمیم ہے جو صدارتی فرمان نمبر 14، 1980 کے مطابق قانون میں شامل کی گئی۔اور صدر جنرل ضیاء الحق مرحوم نے یہ ترمیم کی تھی۔ یہ شق اسلامی احکام کے تحت ہے۔

"آرٹیکل نمبر 227(1) کی تشریح:۔ کسی مسلمہ فرقے کے قانون شخصی (Personal law) پر اس شق کا اطلاق کرتے ہوئے، عبارت "قرآن وسنت" سے مذکورہ فرقے کی کی ہوئی توضیح کے مطابق قرآن اور سنت مراد ہو گی"[14]

یہ فرقہ بندی نہ ہم نے شروع کی ہے نہ ہم ختم کر سکتے ہیں البتہ ایک دوسرے کو برداشت کر سکتے ہیں۔ محمد ﷺ کے امتیوں کو بھولا ہوا ہی سمجھ کر ان کی ہدایت تک کے لئے ان سے اللہ کی رضا اور محمد ﷺ کی شفاعت کی امید کے لئے محبت کر سکتے ہیں۔فرقہ بندی کی بحث سے قطع نظر جب تمام فرقوں کے علماء نے 22 نکات کی شکل میں اور آئین پاکستان نے اسے تسلیم کر لیا ہے تو خود بھی برداشت کریں اور اپنے پیروکاروں کو بھی ملک وملت اسلامیہ کی بقاء، استحکام اور ترقی کے لئے رواداری کا درس دیں۔

6۔قدامت اور جدت پسندی

---

[13] https://juipak.org.pk/22-%D8%A7%D8%B3%D9%84%D8%A7%D9%85%DB%8C-%D9%86%DA%A9%D8%A7%D8%AA/ Dated: 1-4-2019

[14] Government of Pakistan, The Constitution of Islamic Republic of Pakistn, Part ix, Islamic Provisions, Islamabad, 2012 p.145,

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 2, Issue.1 || January-June 2023 || P. 76-101

قدامت پسند اور جدت پسند طبقوں میں یورپ کی نشاۃ ثانیہ کے بعد مسلسل اختلاف اور تناؤ چلا آرہا ہے۔ اور یہ تناؤ بھی نفرت، عدم استحکام، امن وعامہ کے مسائل کا سبب ہے۔ملک وملت کا بہت سا وقت اور توانائی ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں صرف ہورہے ہیں۔جب دونوں گروہوں نے ان ریاستوں میں ہی رہنا ہے تو ان کی بقاء،استحکام اور ترقی میں دونوں گروہوں کی بھلائی ہے۔ایک مشترکہ مقصد کے لئے رواداری اور برداشت ہی جدید مسلم ریاستوں اور ان گروہوں کی بھلائی کی ضامن ہے اور اندرونی استحکام کا سبب ہے۔جب دشمن فائر کرتا ہے تو میزائل پر قدامت پسند یا جدت پسند نہیں لکھا ہوتا۔اس سے متعلق قرآن مجید کی تنبیہ بہت اہمیت کی حامل ہے:

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ[15]

ترجمہ: اور اس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں پر نازل نہ ہوگا جو تم میں سے گناہگار ہوں گے۔اور جان رکھو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

یہ فتنہ فساد، سیلاب، بارشیں، خانہ جنگی، جنگ، قحط، معاشی اور سیاسی بحران وغیرہ ہو سکتا ہے جس سے سب نیک وبد متاثر ہوں گے نہ کہ صرف گناہگار۔

7۔نظام حکومت کا اختلاف

جدید مسلم ریاستوں میں بادشاہت، جمہوریت یا فوجی حکومت وغیرہا ئے نظام موجود ہیں اور یہ نظام بھی ایک طرح سے اختلاف کا سبب ہیں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی کوشش کرنے والے افراد اور جماعتیں مذکورہ نظاموں میں سے کچھ کی حمایت اور کچھ کی مخالفت کرتے ہیں۔کچھ خلافت کے داعی ہیں۔سوال یہ ہے کہ مطلوبِ اصلی نظام حکومت ہے یا نفاذ شریعت؟

[15] القرآن 25:8

یہ انسانی نفسیات ہے کہ وہ تنقید کرتے ہوئے خود کو بھول جاتا ہے ہم اپنے ایمان اور عمل کا جائزہ لیں تو ساری بات سمجھ آجاتی ہے کہ خلافت یا نفاذ شریعت کا دارو مدار اجتماعی ایمان اور عمل صالح پر ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ[16]

ترجمہ: تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کیے ہیں اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔

جب قوم ایمان اور عمل صالح کے مطلوبہ معیار پر پہنچ جائے گی خلافت یا نفاذ شریعت خود بخود قائم ہو جائے گی۔ آپ ﷺ اور خلفائے راشدین کے بعد کے ادوار کو ملوکیت سے تعبیر کیا جاتا ہے مگر اس دور میں بھی مسلمانوں نے خاصی ترقی کی اور فتوحات کیں اور علم و عمل میں پوری دنیا کی قیادت کئے رکھی۔ جوہر اصلی اگر موجود ہو تو نظام حکومت کے مختلف ہونے کے باوجود بھی جدید مسلم ریاستوں کو مستحکم رکھا جا سکتا ہے کیونکہ یہ اسلامی تہذیب اور ملت کے بقاء، استحکام اور ترقی کی ضامن ہیں۔

8۔شریعت یا غیر اسلامی قوانین

جدید مسلم ریاستوں کو ایک مسئلہ درپیش ہے کہ علما اور انکے پیروکاروں کے مطابق ان میں جو قوانین ہیں وہ غیر اسلامی ہیں اور قرآن کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔

وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ[17]

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں۔

بات سادہ ہے صرف سیرت النبی ﷺ کی پیروی سے سمجھ آجاتی ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کے ایمان اور عمل صالح پر زور دینے کے ساتھ ساتھ بتدریج ریاست مدینہ قائم کی(establish)۔ میری رائے میں

[16] القرآن 55:24
[17] القرآن 44:5

یورپ کی نشاۃ ثانیہ کے بعد جدید مسلم ریاستیں اسی تدریجی عمل سے گزر رہی ہیں۔ ہم اگر جوہر اصلی کے ساتھ ساتھ رواداری اور برادشت کا مظاہر کریں تو وہ دن دور نہیں جب مکمل اللہ کے قانون کے مطابق فیصلے ہوں گے۔ مگر غیر فطری اور غیر منطقی طریقوں سے ہم کہیں ان چراغوں کو بجھانے کی کوشش تو نہیں کر رہے جن سے بڑی بڑی شمعیں جلائی جاسکتی ہیں۔؟

9۔ مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ

جدید مسلم ریاستوں میں اسلام پسند اور جدت پسند لوگوں کے درمیان مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ کے بارے بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ غیر اسلامی نظام سیاست میں مقننہ سربراہ ریاست یا شوریٰ ہوسکتی ہے جو بدلتے ہوئے حالات وواقعات کے مطابق عوام اور ریاست کی بھلائی کے لئے قوانین وضع کرتی ہے۔ مگر اسلام میں معاملہ مختلف ہے قوانین کی دو بڑی قسمیں ہیں

1۔ اسلامی قوانین۔ جو قرآن وسنت کی شکل میں موجود ہیں نا قابل ترمیم و تنسیخ ہیں صرف واجب العمل ہیں۔ ان کی نافرمانی صریح گمراہی ہے۔ سورۃ احزاب کی آیت 36 میں اس کا حکم موجود ہے۔

2۔ انتظامی قوانین: جن کا تعلق عقائد واعمال اسلامیہ سے نہیں اور نہ یہ اسلامی قوانین کے منافی ہیں اور نہ ہی انسانی حقوق کے۔ یہ ریاست کے انتظام وانصرام کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ انہیں مسلم ریاست کی شوریٰ یا پارلیمنٹ بناسکتی ہے، ترمیم کرسکتی ہے ختم کرسکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ریاست کے ان قوانین پر عمل کرنا بھی واجب ہے۔ اس کا حکم سورۃ نساء آیت 59 میں ہے۔

اختلاف اس بات میں ہے کہ قرآن وسنت کے منافی قوانین ریاست میں موجود ہیں اور نافذ العمل ہیں۔ اس کا حل آئین پاکستان کے حصہ اسلامی احکام، آرٹیکل نمبر 227(1) میں موجود ہے

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 2, Issue.1 || January-June 2023 || P. 76-101

"تمام موجودہ قوانین کو قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا، جن کا اس حصے میں بطور اسلامی احکام حوالہ دیا گیا ہے، اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو۔"[18]

علماء اور عوام مقننہ ،عدلیہ اور انتظامیہ کو برا بھلا نہ کہیں بلکہ اہل علم آئین پاکستان کے آرٹیکل نمبر 227(1) کو لے کر غیر اسلامی قوانین کو پوائنٹ آوٹ کریں اور انہیں ختم کروانے کی قانونی جدوجہد کریں اور کوئی بھی غیر قانونی قدم نہ اٹھائیں کیونکہ رواداری اور برداشت جدید مسلم ریاستوں کے استحکام کے لئے بے حد اہم ہے۔ اور اسلام اور مسلم ریاستوں کے بدخواہوں کی امیدوں پر پانی پھیرنا ہے۔

پاکستان کی مثال دیکر بات واضح کرنے کی کوشش کی ہے ورنہ تقریباً تمام اسلامی ملکوں میں یہی صورتحال ہے۔الاماشاءاللہ۔

عدلیہ اور انتظامیہ پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں چونکہ ان کا کام صرف قوانین کے مطابق فیصلہ کرنا اور اس کو عملی جامہ پہنانا ہے۔

10۔جدید وقدیم تعلیم

برصغیر پاک وہند میں دینی و دنیاوی تعلیم کا الگ الگ ہونا مسلم امہ اور مسلم ریاستوں پر بہت بڑا ظلم ہے۔عصری تعلم میں قرآن وحدیث برکت کے لئے اور دینی تعلیمی اداروں میں عصری علوم سطحی طور پر پڑھائے جاتے ہیں۔سعودی عرب میں جہاں تک مجھے معلوم ہے عصری اور دینی علوم کے الگ الگ ادارے نہیں ہیں تمام علوم انہیں اداروں میں پڑھائے جاتے ہیں۔آپ ﷺ نے مدینہ کی ریاست قائم کرتے ہی تعلیم کا ایک ہی نظام قائم کیا تھا۔جس میں دنیاوی اور دینی کی کوئی تفریق نہ تھی۔ڈاکٹر محمد حمیداللہ لکھتے ہیں کہ جنگ بدر میں گرفتار ہونے والے جنگی قیدیوں پر جو مالدار نہ تھے آپ ﷺ نے یہ فدیہ لاگو کیا کہ :

"مدینہ کے دس دس بچوں کو لکھنا سکھائیں"[19]

---

[18] Government of Pakistan, The Constitution of Islamic Republic of Pakistn, Part ix, Islamic Provisions, p.145,

نصاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"قرآن وسنت کے ہمہ گیر نصاب کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے حکم دیا تھا کہ نشانہ بازی، پیراکی، تقسیم ترکہ کی ریاضی، مبادی طب، علم ہیئت، علم انساب، اور علم تجوید قرآن کی تعلیم دی جایا کرے"[20]

ویسے تو آپ ﷺ نے مکہ ہی میں تعلیم کا آغاز کر دیا تھا مگر ریاست مدینہ کی بنیاد رکھتے ہی آپ ﷺ نے ایسی تعلیمی پالیسی اپنائی کہ مسلمانوں کو تعلیمی اور فنی میدان میں نہ صرف خود کفیل کر دیا بلکہ اسی ریاست نے آگے چل کر دنیا کی علمی قیادت کا فریضہ سرانجام دیا۔ تعلیمی میدان میں سیرت النبی ﷺ کو اپنانے کی اشد ضرورت ہے۔

11۔آزادی نسواں

محمد رسول اللہ ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ ﷺ کا فیصلہ شریعت ہے۔ آپ ﷺ کی سفارش دنیا و مافیہا کی ہر چیز سے افضل و اعلیٰ ہے۔ مگر عورت کی فطری آزادی کے سامنے آڑے نہیں۔ اس سے زیادہ کیا آزادی ممکن ہے؟ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ مغیث اور بریرہ جب آزاد ہوئے تو بریرہ نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور مغیث بریرہ کے پیچھے مدینہ کے گلیوں میں روتا پھرتا تھا تو آپ ﷺ نے بریرہ سے فرمایا:

لَوْ رَاجَعْتِهِ» قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا أَشْفَعُ» قَالَتْ: لاَ حَاجَةَ لِي فِيهِ[21]

ترجمہ: کاش تم اس کے بارے میں اپنا فیصلہ بدل دیتیں۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ مجھے اس کا حکم فرمارہے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں سفارش کر رہا ہوں۔ انہوں نے اس پر کہا مجھے اس (مغیث) کے پاس رہنے کی خواہش نہیں ہے۔

---

[19] محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، عہد نبوی کا نظام تعلیم، ص 10، بحوالہ استیعاب ابن البر ص 393

[20] محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، عہد نبوی کا نظام تعلیم، ص 17

[21] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، دار طوق النجاۃ، 1422ھ، رقم الحدیث: 5283

بریرہ کے انکار پر اللہ اور اسکا رسول ﷺ ناراض نہیں ہوئے، کوئی صاحب انصاف بتائے آقائے دوجہاں ﷺ کی سفارش کے باوجود بریرہ کا اپنے حق آزادی سے فائدہ اٹھانا شعور اور آزادی نسواں کی اس سے بڑی مثال شائد ممکن نہ ہو۔ آزادی نسواں کا ڈھنڈھورا پیٹنے والے اس واقعے سے اپنی اصلاح کرلیں۔لاعلمی میں عدم برداشت سے بچیں اور اہل علم رواداری کا مظاہرہ کریں گے تو اصلاح اور امن دونوں حاصل ہوں گے۔

12۔انسانی حقوق اور محروم طبقات

ان میں محروموں کے حقوق، غربت، عورتوں کے حقوق، ملاوٹ، چائلڈ لیبر ،بے روزگاری، مزدوروں کے حقوق وغیرہ شامل ہیں۔ یہ معاشرے کے کمزور طبقات ہیں۔ یاد رکھئے ریاست کا تو فرض ہے ہی کہ ہر شہری کا خیال رکھے مگر عام مسلمانو پر بھی اپنے بھائیوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ آپ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ کون سے لوگ بہترین مسلمان ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ[22]

ترجمہ: وہ مسلمان جو اپنے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچائے۔

ہم سب کے مال میں محروم اور سائل کا حق ہے اسے ادا کیجئے یہ مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے ریاست اپنے کم وسائل کی وجہ سے جہاں نہیں پہنچ سکتی ہم وہاں پہنچ کر اپنی قومی ذمہ داری ادا کر سکتے ہیں۔ سیرت النبی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ایک غریب بچے کو تعلیم دلادیجئے،ایک بچی کی شادی کرادیجئے،ایک بھوکے کو کھانا کھلا دیجئے۔ایک مریض کو دوائی لے دیجئے آپ کچھ بھی نہیں کر سکتے مسلمان کے لئے دل سے بغض نکال دیجئے، محبت کیجئے اور اس کے لئے دعا کیجئے تو یہ قومِ رسولِ ہاشمی دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائے گی۔ دوسری طرف محروم طبقات برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کریں کیونکہ عدم برداشت فساد اور داخلی امن وامان جیسے

[22] مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، بیروت، داراحیاءالتراث العربی، رقم الحدیث:40

مسائل کا سبب ہے مسئلے کا حل بھی نہیں اور ریاست ان کے ساتھ رواداری کا سلوک کرتے ہوئے ان کے حقوق ان تک پہنچائے۔

13۔اقلیتوں کے حقوق

مسلم ریاستیں اپنے غیر مسلم شہریوں کے جان، مال، عزت، مذہب وغیرہ کی حفاظت کی ذمہ دار ہیں۔اسی طرح یہ ذمہ داری تمام مسلمانوں پر بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے ملک کے غیر مسلم شہریوں سے حسن سلوک کا مظاہرہ کریں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ[23]

ترجمہ: جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں کی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

میثاق مدینہ کی شق نمبر 25 ملاحظہ کیجئے

"اور بنی عوف کے یہودی، مؤمنین کے ساتھ ،ایک سیاسی وحدت تسلیم کیے جاتے ہیں یہودیوں کو ان کا دین اور مسلمانوں کو ان کا دین۔ موالی ہوں کہ اصل۔ہاں جو ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کرے تو اس کی ذات یا گھرانے کے سوا کوئی مصیبت میں نہیں پڑے گا۔"[24]

---

[23] القرآن 8:60

اقلیتیں اپنے جائز حقوق کے لئے تحمل اور برداشت سے آواز اٹھائیں۔ مسلم ریاست اور عوام رواداری کا مظاہرہ سیرت النبی ﷺ کے مطابق کریں تو ریاستیں مستحکم رہیں گی۔

14۔رعایااور حکمرانوں کا تعلق

جدید مسلم ریاستوں میں بہت سارے نظریاتی تضادات اور مختلف نظام ہائے تعلیم، فرقہ پرستی، مغرب پرستی، شرح خواندگی میں کمی، مختلف قسم کے تعصبات میڈیا کا ہر طرح کی خبروں کو بلا تحقیق پھیلانا، عالمی میڈیا کا پروپگنڈہ وغیرہ ایسے عوامل ہیں کہ لوگوں کا ایک سوچ پر مجتمع ہونا اگرنا ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔اب ہمارے پاس ایک ایسا اصول رہ جاتا ہے جو سیرت النبی ﷺ کی عنایت سے ریاست مدینہ اور پوری دنیا کے امن کے لئے ضمانت ہے۔وہ ہے رواداری اور برادشت۔ مشترک پہلوؤں کو تلاش کرنااور حتی الامکان اختلافی پہلوؤں پر افہام و تفہیم اور تحمل و بردباری سے کام لینا۔

اطاعت امیر (سربراہ مملکت) کی واجب ہے اگراللہ کی نافرمانی نہ ہو تو: صحیح مسلم میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى المَرْءِ المُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلاَ سَمْعَ وَلاَ طَاعَةَ[25]

ترجمہ:ایک مسلمان کے لیے امیر (سرابراہ ممکت) کی بات سننااور اطاعت کرنا لازم ہے چاہے اسے پسند ہو یا نہ ہو۔جب تک (اللہ کی) نافرامانی کا حکم نہ دے اور اگر (اللہ کی) نافرمانی کا حکم دے تو نہ بات سنے اور نہ اطاعت کرے)

اگر سربراہ مملکت فاسق ہو تو بھی نیکی کے کاموں میں اطاعت لازم ہے۔

دوسری طرف سربراہ مملکت سے لے کر ہر صاحب اختیار کے متعلق آپ ﷺ کا فرمان ہے:

---

[24] محمد حمیداللہ، ڈاکٹر، رسول اللہ ﷺ کی حکمرانی و جانشینی، ص60،63

[25] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، رقم الحدیث:7144

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ[26]

ترجمہ: ہر شخص اپنے دائرہ اختیار میں ذمہ دار ہے اور اس (ذمہ داری) کے بارے میں جوابدہ ہے۔

ہر مسلمان کو سیاسی شعور ہونا ضروری ہے۔ سیرت النبی ﷺ کے مطابق اچھی بات میں تعاون کرے بری بات میں نہ صرف تعاون نہ کرے بلکہ احسن طریقے سے حکمرانوں کو منع کرے۔ لیکن فساد کی راہ اختیار نہ کرے کہ اجتماعی طور پر مسلمانوں یا مسلم ریاست کو نقصان پہنچے۔ یادرکھیے حکمرانوں کی اصلاح کے لئے کوشش اور دعا کیجئے ان کو برا بھلا کہنا اور لعنت کرنا منع ہے۔ بدقسمتی سے اس رویے کا اظہار عام گفتگو میں اور سوشل میڈیا پر بہت زیادہ کیا جاتا ہے۔

15۔ میڈیا

ہر طرح کا میڈیا بھی مسلم ریاستوں کے لیے مسائل پیدا کر رہا ہے۔ خبروں کو بغیر کسی تحقیق کے شائع یا وائرل کر دینا عام بات ہو گئی ہے۔ میڈیا کے لئے ریاست جو ضابطہ اخلاق بنائے تو اسے سیرت النبی ﷺ کی رشنی میں مرتب کرنا چاہیے۔ ام المومنین عائشہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا اخلاق قرآن ہے۔ اور قرآن اخلاق کا ضابطہ بتاتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ[27]

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں کسی قوم کو نقصان پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ۔

تمام مسلمان اور میڈیا اس اخلاقی ضابطے کو ملحوظ خاطر رکھیں اور کسی کے خلاف کوئی منفی سوچ قائم کرنے سے پہلے تحقیق کر لیں تو بہت ساری بدگمانیوں سے خود بچ سکتے ہیں اور بدامنی سے ریاست کو بچا سکتے ہیں۔

---

[26] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری رقم الحدیث: 893

[27] القرآن 49:6

16۔ باہمی تعلقات اور سیرت النبی ﷺ

عموماً مسلمانوں میں وہ شعور نہیں پایا جاتا جو آپ ﷺ نے ایک مسلمان میں پیدا فرمایا تھا۔ اچھائی میں تعاون کرو اور برائی میں تعاون نہ کرو اگرچہ اپنے قبیلے، برادری، جماعت، فرقے یا گروہ ہی کے لوگ کیوں نہ ہوں۔ آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہر فرد کے لئے چاہے امیر ہے یا معمور، مرد ہے یا عورت، غلام ہے یا آقا سب کے لئے مشعل راہ ہے:

مَنْ نَصَرَ قَوْمَهُ عَلَى غَيْرِ الْحَقِّ، فَهُوَ كَالْبَعِيرِ الَّذِي رُدِّيَ، فَهُوَ يُنْزَعُ بِذَنَبِهِ[28]

ترجمہ: جس شخص نے کسی ناجائز کام میں اپنی قوم کی مدد کی اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اونٹ کنوئیں میں گر رہا ہو اور اس کی دم پکڑ کر لٹک جائے تو خود بھی اس میں جا گرے۔

اگر ہم اس فرمان رسول ﷺ پر عمل کر لیں تو جیالا پن خود بخود ختم ہو جائے اور مسلمان جوش نہیں ہوش سے کام لے کر ملک وملت کی مضبوطی اور استحکام کی طرف لوٹ آئیں نفرت، تعصب اور ضد میں برائی کے حامی نہ بنے رہیں۔

17۔ مقصد زندگی: مادیت یا فلاح؟

مسلم ریاستوں میں جو رشوت، بدعنوانی، ملاوٹ، سفارش، ظلم، سود، کمزور طبقوں کا استحصال اور دوسری خرابیاں نظر آتی ہیں تو اس کی وجہ مغرب سے آیا ہوا مقصد زندگی ہے اور وہ ہے مادیت پرستی۔ مادیت پرست نے ہر حالت میں اپنا فائدہ سوچنا ہوتا ہے اگرچہ اسے مجبوروں کے زندگیوں سے کھیلنا پڑے۔ جبکہ اسلام کا مقصد فلاح ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ[29]

---

[28] ابوداؤد، سنن ابی داؤد، بیروت، المکتبۃ العصریہ۔صید، رقم الحدیث: 5117
[29] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، رقم الحدیث: 4522

ترجمہ: اے اللہ ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

دنیا اور آخرت کی بھلائی اور جہنم سے چھٹکارا آپ ﷺ کی سیرت پر عمل کرنے سے ہے اور یہی بات اپنے عوام اور خواص کو سمجھانی ہے۔ مقصد زندگی بدل گیا تو ساری برائیاں ہی ختم ہو جائیں گی۔ اور جدید مسلم ریاست استحکام اور ترقی کی راہ پر چل پڑے گی۔

جدید مسلم ریاست کے خارجی مسائل اور ان کا حل

1۔ دفاع اور دفاعی پیداوار

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ پر عمل کر کے مسلم ریاستیں اپنی بقاء، استحکام اور ترقی کو سامنے رکھتے ہوئے دفاع اور دفاعی پیداوار کو بڑھائیں اور جدید ترین دفاعی آلات بنائیں یا حاصل کریں کیونکہ آپ ﷺ نے ریاست مدینہ کے دفاع کو مضبوط بنانے میں حتی الامکان کوشش کی۔

"رسول اللہ ﷺ نے دو صحابہ کرام کو یمن سے منجنیق چلانے کا طریقہ سیکھنے اور ایک منجنیق خرید کر لانے کے لئے بھیجا۔ وہ اس کو بنانے اور چلانے کی تربیت بھی حاصل کر کے واپس آئے۔"[30]

یہ اس وقت کا جدید ہتھیار تھا جو حجاز میں موجود نہ تھا۔ مگر طاقتور ہو کر بھی ضبط میں رہنا اور حتی الامکان رواداری کا ثبوت دینا سیرۃ النبی ﷺ کا خاصہ ہے جو علاقائی اور عالمی امن کی ضمانت ہے۔ مسلم ریاستوں کو دوسری مسلم اور غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ تعلقات میں رواداری اور برادشت کا ثبوت دینا چاہیئے۔

2۔ استحکام اور ترقی-عالمی مواخات

جدید مسلم ریاستوں کو ، تعلیم، ٹیکنالوجی، معیشت، قرضے ،تہذہبی واخلاقی زوال، لسانی اور تہذہبی اختلافات، انتہاپسندی، دہشت گردی، غربت اور پسماندگی کا سامنا ہے۔ مواخات کو عالمی سطح تک بڑھایا جائے۔ مواخاۃ مدینہ کی شق نمبر 2 کو بنیاد بنائیں۔

---

[30] محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضرات سیرت، ص 353

"تمام (دنیا کے) لوگوں کے بالمقابل ان کی ایک علیحدہ سیاسی وحدت ہو گی"[31]

مسلم ریاستیں ایک مسلم بلاک بنا کر آپس میں رواداری کا ثبوت دیں اور عدم برداشت سے بچیں تو سقوط ڈھاکہ اور کویت جیسے واقعات سے بچا جاسکتا ہے۔ وسائل کا تبادلہ کریں، ویزہ کی پابندی ختم کر دیں تو اس سے تمام مذکورہ مسائل احسن طریقے سے حل ہو سکتے ہیں اور جو تہذیبی ہم آہنگی، محبت اور اخوت پیدا ہو گی وہ عالمی سطح پر مسلم ریاستوں کے استحکام کا سبب بنے گی۔

3۔خارجہ پالیسی

آپ ﷺ نے اپنی خارجہ پالیسی کا اصول احترام پر رکھا۔ اکثر ہمسایہ قبائل سے آپ ﷺ نے معاہدے کئے تاکہ ریاست کو پنپنے کا موقع مل سکے۔ ریاست مدینہ کی خارجہ پالیسی کے اہم اصول بیان کیے جاتے ہیں۔ جسکی روشنی میں جدید مسلم ریاستیں اپنی خارجہ پالیسی ترتیب دیکر عالمی سطح پر اپنا وقار قائم کر سکتی ہیں۔

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ -وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ[32]

ترجمہ: اور اے نبی اگر صلح و سلامتی کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو یقیناً اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے اور اگر دھوکے کی نیت رکھتے ہوں تو تمہارے لئے اللہ کافی ہے۔

برابری کی سطح پر معاہدہ:

وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ[33]

ترجمہ: اگر کبھی تمہیں کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو اس کے معاہدے کو اعلانیہ اس کے آگے پھینک دو)

اور سیز مسلمانوں کی دینی و اخلاقی امداد۔

---

[31] محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اللہ ﷺ کی حکمرانی و جانشینی، ترجمہ: پرفیسر خالد پرویز، لاہور، بکین بکس، 2006ء، ص 60
[32] القرآن 8:61-62
[33] القرآن 8:58

وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ[34]

ترجمہ: اگر وہ دین کے معاملے میں تم سے مدد مانگیں تو ان کی مدد کرنا تم پر فرض ہے۔ لیکن کسی ایسی قوم کے خلاف نہیں جس سے تمہارا معاہدہ ہو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھتا ہے۔

خارجہ پالیسی میں رواداری اور براداشت نہ صرف مسلم ریاستوں کے استحکام کا سبب ہے بلکہ غیر مسلم ریاستوں کی جارحیت میں سب سے بڑی رکاوٹ بھی ہے۔ عدم برداشت سے خطہ اور عالمی امن خطرے میں پڑ سکتا ہے۔ پاکستان کا تحمل اور براداشت اس ک بہترین مثال ہے۔

4۔ انتہاپسندی (شدت پسندی)

جدید مسلم ریاستوں کو ایک ایسے مسلم گروہ سے واستہ ہے جو انتہاپسندانہ سوچ رکھتا ہے۔ اگرچہ اسلام کا مزاج معتدل ہے۔ یہ انتہاپسندی جمہور علماء کی تعبیرات دین سے اختلاف کی وجہ سے ہے۔ آپ ﷺ کا طرز تحمل اور براداشت کا تھا۔ دوسری وجہ بدگمانی ہے کہ جدید مسلم ریاستوں کے حکمران نفاذ شریعت میں روکاوٹ ہیں اس لیے طاغوت کے درجے میں آتے ہیں۔ نہ ہم صحابہ جیسے ہیں اور نہ ہمارے حکمران عمر جیسے ہو سکتے ہیں۔ مسلمان کی جان اور مال مکہ مکرمہ جتنا محترم ہے اور دوسرے مسلمان کے لیے حرام ہے۔ آپ ﷺ کے اس فرمان مبارک کو اگر سامنے رکھیں تو مسئلہ کا دوسرا حل بھی نکل سکتا ہے۔ جو مسلمانوں اور مسلم ریاستوں کے لئے فائدہ سے خالی نہ ہو گا۔

لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ[35]

ترجمہ: اللہ کے نزدیک دنیا کا ختم ہو جانا ایک مسلمان کے ظلماً قتل سے زیادہ سہل ہے۔

---

[34] القرآن 72:8

[35] نسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی، حلب، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، 1986ء، رقم الحدیث: 3987

مسلم گروہ اور مسلم ریاستیں دونوں رواداری اور برداشت کا مظاہرہ کریں تو مسلمانوں کی نہ صرف جان ،مال اور عزت محفوظ رہے گی، مسلم ریاستیں مستحکم رہیں گی، مکمل اصلاح کی جانب پیش رفت ہو گی بلکہ عالمی سطح پر اسلام کی حقانیت اور مسلمانوں کا رعب باقی رہے گا۔

5۔اسلام مخالف عالمی پروپگنڈا اور سیرت النبی ﷺ

یہ کوئی نئی بات نہیں کہ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ سے لیکر آج تک اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپگنڈہ کیا جارہا ہے مگر عصر حاضر میں میڈیا اور سوشل میڈیا کی وجہ سے اس میں شدت آگئی ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم ریاستیں عالمی سطح غیر مسلم قوتوں کے سربراہوں کو اسلام کی دعوت دیں سیرت کانفرنسز کا اہتمام کریں اور عالمی سطح کے ماہرین سیرت سے استفادہ کرکے سیرت النبی ﷺ کے ذاتی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی، تعلیمی، انتظامی، سیاسی، جنگی، بین الاقوامی، اور انسانی حقوق وغیرہ کے پہلوؤں کو مستند اور جدید تحقیق کے ساتھ دنیا کو روشناس کرائیں۔ یہ اسلام مخالف پروپگنڈے کا نہ صرف توڑ ہے بلکہ آپ ﷺ کے اس فرمان پر عمل سے دنیا اسلام کی حقیقت سے آگاہ ہو جائے گی۔

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً[36]

ترجمہ: گرچہ تمہیں میری طرف سے ایک بات ہی معلوم ہوا سے آگے پہنچادو۔

اسلام کا پیغام دنیا کے ہر شخص تک پہنچانا عقیدہ ختم نبوت کی روسے مسلم ریاستوں اور مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے یہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپگنڈے کا بہترین متبادل اور مسلمانوں اور مسلم ریاستوں کے اہل حق ہونے کی دلیل ہے۔ مگر یہ سب کام رواداری اور عدم برداشت کے دائرے میں اپنے بہترین نتائج کے حامل ہوں گے۔

المختصر ان نکات کو ذہن نشین کرلیجئے۔

1۔ تمام رویے اور عمل ایمان سے جڑے ہوئے ہیں اور ایمان کی درستگی سیرت النبی ﷺ کے بغیر ناممکن ہے

---

[36] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، رقم الحدیث:3461

2۔ جدید مسلم ریاستوں کا اصل مسئلہ غربت، فرقہ پرستی، تعصبات، انتہاپسندی، نظام حکومت، مغربی تہذیبی یلغار وغیرہ نہیں بلکہ سیرت النبی ﷺ سے دوری ہے۔

3۔ جدید مسلم ریاستوں کے داخلی اور خارجی مسائل کا واحد حل سیرت النبی ﷺ کی تعلیم اور اس پر عمل کرنے سے ہے۔

4۔ مسلمانوں کے انفرادی، اجتماعی اور بین الاقوامی مسائل کا حل صرف ایک ہستی کی غیر مشروط محبت واطاعت میں مضمر ہے۔ اور وہ ہے محمد ﷺ بقول اقبالؒ

کی محمد سے وفا تو نے ہم تیرے ہیں — یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں[37]

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

[37] محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال (بانگ درا)، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، پبلشرز، ص208